

# اسلام اور ماڈرنزم

سید محمد عبداللہ  
ترجمہ :- غلام مرتضیٰ آزاد

۹ مئی، ۱۹۷۶ء کو ادارہ تحقیقات اسلامی کا یوم تاسیس منایا گیا تھا اس تقریب کے انعقاد کا ایک بنیادی مقصد ان مسائل کا جائزہ لینا تھا جو اسلامیہ جمہوریہ پاکستان اور اسلامیات پر تحقیق کرنے والے علماء کو درپیش ہیں۔  
صدر پاکستان نے اس موقع پر، اپنے افتتاحیہ خطاب میں جس بات پر سب سے زیادہ زور دیا وہ ہے اسلام اور ماڈرنزم (جدید مغربی رجحانات) کا تقابلی مطالعہ۔ سابق چیف جسٹس جناب حمود الرحمن صاحب نے اپنے خطاب میں سکالرز کو مشورہ دیا کہ وہ اسلامی نظریات کو اس انداز سے پیش کریں کہ ہمارا معاشرہ ترقی کی راہ پر آگے بڑھ سکے اسلامی محققین کو اسلام کی ظاہری شکل و صورت سے زیادہ زور اسلام کی روح پر صرف کرنا چاہیئے۔  
وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مولانا کوثر نیازی نے اپنی تقریر میں ادارہ تحقیقات اسلامی کے مقاصد کی وضاحت کی اور کہا کہ جب تک راستہ متعین نہ ہو اور منزل مقصود معلوم نہ ہو اس وقت تک تحقیقی کاوشوں کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔

مولانا نیازی نے اس موقع پر اسلامی تحقیقات کے مقاصد کے سلسلہ میں مزید کہا:-

- (۱) اسلام کی روشنی میں ان تمام عمومی مسائل کو معلوم کرنا جو اس وقت تمام بنی نوع انسان کو درپیش ہیں۔
- (۲) مسلمانوں پر جدید تہذیب کے اخراجات کی چھان بین کرنا اور مغربی رجحانات کے غلط اثر و رسوخ کی وجہ سے جو غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں انہیں دور کرنا۔
- (۳) مسلم فوجیوں کے ذہنوں میں باہمی اندرونی اختلافات اور بے سرو پا معتقدات کی وجہ سے جو مشکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں انہیں زائل کرنا۔

مذکورہ بالا موضوعات میں سے ہر ایک موضوع پر ایک مستقل بحث درکار ہے۔ لیکن میں سر دست اس

موضوع پر کچھ کہنا چاہتا ہوں، جس کا عنوان ہے، اسلامی تعلیمات کو ماڈرنزم سے کس طرح اہم آہنگ کیا جائے، یہاں بنیادی سوال یہ ہے کہ ماڈرنزم کیا ہے؟ اور اس کے تقاضے کیا ہیں؟

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس وقت تین اصطلاحات رائج ہیں (۱) ماڈرنزم (Modernism) (ب) ماڈرنٹی (Modernity) اور (ج) ماڈرن سولائیزیشن (Modern civilization)

عام طور پر ان اصطلاحات کو ہم معنی سمجھا جاتا ہے حالانکہ ان میں سے ہر ایک اصطلاح کا اپنا مفہوم ہے۔ ماڈرنزم اور ماڈرنٹی تو ایک دوسرے میں اس طرح گڈ بڑھ چکے ہیں کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا بظاہر مشکل دکھائی دیتا ہے۔ ماڈرنٹی نام ہے وقت کی رفتار اور تقاضوں کے ساتھ ساتھ انداز فکر کو بدلنے کا۔ لیکن ماڈرنزم تقریباً ہم معنی ہے..... موجودہ مغربیت (Westernism) کا..... یعنی موجودہ یورپی تہذیب و ثقافت کے مخصوص رجحانات اور طریق کار کو ماڈرنزم کہا جاتا ہے۔

ماڈرنزم کا صحیح مفہوم معلوم کرنے کے لئے جدید یورپی تہذیب کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔ جدید مغربی تہذیب جن نظریاتی بنیادوں پر قائم ہے وہ یہ ہیں (۱) مادہ پرستی (۲) سیکولرزم (۳) عقل و درایت (۴) جواب دہی اور ذمہ داری کا احساس (۵) حسن و جمال سے محبت (۶) سائنسی انداز فکر (۷) فلسفہ تغیر اور واقعیت پسندی (۸) جستجو یعنی دریافت، ایجاد اور تسخیر کائنات کی امنگ اور (۹) شخصی آزادی، رواداری اور اظہار رائے کی آزادی۔

یہ درست ہے کہ جدید تہذیب کے بعض پہلو بہت خوبصورت ہیں اور ان میں حقیقت پسندی موجود ہے مگر اسی تہذیب کے بعض پہلو ایسے بھی ہیں جن میں جانبدارانہ ذہنیت اور تنگ نظری کے نقائص پائے جاتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ اسی تہذیب نے بعض نئے علوم و نظریات کو آگے بڑھایا اور انسانی فکر کے سامنے نئی راہیں کھولیں لیکن اس تہذیب کے مادہ پرستانہ نظریات اور اس تہذیب کا فلسفہ معاشرت مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں۔ یورپی تہذیب دراصل ایک ایسا طغویہ ہے جس میں اچھے اجزاء بھی شامل ہیں اور برے اجزاء بھی۔ بالخصوص اس تہذیب کے رجحانات میں تو برائی کا عنصر بہت زیادہ ہے۔ اس صورتحال میں ہمیں مغربی تہذیب کو قبول کرنے سے پہلے خوب جہاں بین کر لینی چاہیئے۔

جب سے سہنگر کی مشہور کتاب The Decline of the West بازار میں آئی ہے تب سے یورپی تہذیب کا مستقبل اور انجام مسلسل بحث کا موضوع بنا ہوا ہے، امریکی ادب خاص طور پر وہ ادب جس کا تعلق عمرانیات اور تاریخ سے ہے، موجودہ تہذیب و ثقافت کے خلاف احتجاج کر رہا ہے۔

چنانچہ اب یہ بات کھل کر سامنے آچکی ہے کہ یورپی تہذیب کے فلسفہ معاشرت میں بہت گڑبڑ ہے یہی وجہ ہے کہ اہل غرب کا حوصلہ بلند رکھنے اور مغربی تہذیب کی برتری کو برقرار رکھنے کے لئے مغرب کے فلسفی، فلسفہ معاشرت کو نئے انداز سے مرتب کر رہے ہیں۔

مغرب کی برتری کا اداء جسے کوئٹے (Comte) نے اپنے مخصوص انداز میں پیش کیا تھا اب نئے انداز میں سامنے آ رہا ہے جس کی قابل ذکر مثالیں (The Savage Mind) وغیرہ کتابیں باقی باقی ہیں ان کتاب کے مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ دنیا میں معقول معاشرہ صرف مغربی معاشرہ ہے اور اہل مغرب کے علاوہ تمام لوگ وحشی اور غیر مہذب ہیں۔ دل کو تسلی دینے کے لئے اس قسم کا اداء ایک بے کار نسخہ ہے۔ مغربی تہذیب کی برتری کا حوالہ، ایک عرصہ پہلے ختم ہو چکا ہے، امریکہ کے سیاہ فام باشندے اس کو لٹکار رہے ہیں مگر اس میں اٹھنے کی سکت کہاں۔ مغربی معاشرتیات کے ماہرین فلسفہ معاشرت کو از سر نو مرتب کرنے میں بڑی سرگرمی رکھا رہے ہیں، ترقی کے نئے نظریات بڑے زور شور کے ساتھ وضع کئے جا رہے ہیں تاکہ مغربی تہذیب کی لڑکھڑاتی ہوئی ساکھ کو کسی بیساکھی کا سہارا مل سکے۔ تنزل اور تباہی کے واضح نشانات کے پیش نظر فلسفہ معاشرت میں گردشِ روزگار کے بہاؤ پر بند باندھنے کی کوشش کی جا رہی ہے، نظریہ ارتقاء جسے مشہور ماہرین معاشرتیات ایک مرتبہ رد کر چکے ہیں، اسے نئے نام سے از سر نو متعارف کرایا جا رہا ہے۔ مگر ان تمام کوششوں اور دوڑ دھوپ کے باوجود یورپی تہذیب کا مستقبل امید افزا نہیں۔

آج امریکی معاشرہ میں ایسی تحریکیں زوروں پر ہیں جن میں زمانہ ماقبل تاریخ کی طرف رجوع اور موجودہ معاشرتی روایات سے انحراف پر اصرار کیا جاتا ہے ان لوگوں نے اس بات کو محسوس کر لیا ہے کہ سائنس اور ثقافت کا سوانح ختم ہو چکا ہے اس لئے سائنسی خیالات اور مروجہ تہذیبی روایات کے گندے انڈوں کو معاشرہ سے باہر پھینک دینا چاہیے۔

یہ ہے مغربی تہذیب کا تازہ ترین علیہ، بظاہر صحت مند لیکن اندر سے کھوکھلا۔ اب سوال یہ ہے کہ اسلام کا فلسفہ حیات اس تنزل پذیر تہذیب کے پہلو پہلو کہاں تک چل سکتا ہے؟ مغربی تہذیب کے قوی اگرچہ مضلل ہو چکے ہیں مگر اس میں ابھی بہت سی ایسی چیزیں موجود ہیں جو مسلمانوں کے کام آسکتی ہیں۔ (۱) عقل و درایت (ب) جواہد ہی اور ذمہ داری کا احساس اور (ج) تجسس اور دریافت کی انگ۔ انسانی امور کو مسلمان پوری دیانت سے سرانجام نہیں دے رہے، اعلیٰ علوم، عمدہ رویہ، صاف ستھری معاشرت

اور ٹیکنالوجی ایسی چیزیں جن میں ہمیں مغربی تہذیب (Modernism) کی ضرور تقلید کرنی چاہیے لیکن ان شعبوں میں بھی بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو ہر چند ہمارے نظریات کے خلاف نہیں مگر ہمارے مزاج کے خلاف ہیں۔ اسلام اور مغربی تہذیب میں مصالحت کی جو کوششیں اب تک بروئے کار لائی گئی ہیں وہ احساس شکست اور تسلیم و رضا کی ترجمانی کر رہی ہیں اور یہ انداز یقیناً درست نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے محققین مغربی ثقافت کے تین شعبوں سے استفادہ کر سکتے ہیں اور وہ تین شعبے ہیں (۱) علوم (ب) طریق کار (ج) ٹیکنالوجی۔

بد قسمتی یہ ہے کہ مشرق کے تمام نہاد و جدت پسند مغرب کی جدید ترین تحریکات یعنی آزادانہ روی اور تہذیبی روایات سے کامل احترام و انحراف سے متاثر ہیں وہ مغربی معاشرہ کے طور اطوار کے دلدادہ ہیں مگر اس تہذیب کے بہتر پہلوؤں کی طرف ان کی نظر نہیں جاتی مثلاً انسانی حقوق کا احترام مغربی تہذیب کا ایک عمدہ پہلو ہے مگر ہمارے ہاں لوگوں میں ٹولنک کے قواعد کی سوجھ بوجھ تک مفقود ہے اس کے باوجود لوگ اپنے آپ کو وحدت پسندی کا بہت بڑا اندھی خیال کرتے ہیں۔ اور طرفہ تماشایہ ہے کہ یہ لوگ جو ماڈرنٹی۔ زلمے کے تقاضوں کی حقیقت سے بھی بے خبر ہیں، مغربی تہذیب کے برے اثرات کو اندھا دھند قبول کرتے چلے جاتے ہیں۔

ایسے پُر آشوب وقت میں سکالر پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مغرب کی اندھا دھند تقلید کے رجحانات کی حوصلہ شکنی کرے اور سوسائٹی کو اسلامی طرز حیات سے متعارف کرائے۔ لیکن اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ مغربی تہذیب (Modernism) کے مذکورہ بالا تین شعبوں کا گہری نظر سے مطالعہ کرے۔

ان تینوں شعبوں میں سے شعبہ علم سے متعلق اس قدر وضاحت ضروری ہے کہ علم میں غیر جانبدارانہ واقعیت پسندی (Objectivity) بہت اچھی چیز ہے مگر مکمل غیر جانبداری بھی بیشک

نہیں۔ علم کے معاملہ میں کچھ غیر جانبدارانہ اور کچھ جانبدارانہ داخلی رویہ (Subjectivity) زیادہ کارآمد ہے۔ علم کا کوئی مقصد اور منہا ہونا چاہیے۔ ایک مسلمان کے سامنے علم کے جملہ مقاصد میں سر فہرست عرفانِ ذاتِ الہی ہے The Betrayal of the Intellectual نامی کتاب میں اس موضوع پر گراؤ قدر ابحاث سپرد قلم کی گئی ہیں جن کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

جہاں تک طریق کار اور ٹیکنالوجی کے شعبوں کا تعلق ہے۔ ہمارے دوست اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ان شعبوں میں ہمیں مغرب کی تقلید کرنی چاہیے تاہم مغرب کا معاشرتی اور معاشی فلسفہ ردِ وقت کے بغیر ہرگز قابلِ قبول نہیں۔ اس سے ہمیں نقصان ہوگا۔

مغرب کا فلسفہ اقتصادیات اور سوشلسٹ فلسفہ ہماری خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ اس فلسفہ کو

اپنے وقت، ہماری نظرائی اسلامی روایات پر رہنی چاہیے جسے ہم نے عقل و دانش سے قبول کیا ہے۔ اسلام مخلوط معیشت اور محدود اللہ میں مخصوص طرز حیات کا قائل ہے لہذا اسلامی نصب العین تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ہمارے محققین کو اس جادہ مستقیم پر چلنا چاہیے۔

اس بحث سے ہم جن نتائج تک پہنچے ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) مسلمانوں کو زمانے کے تقاضوں (Modernity) سے الگ تھلگ نہیں رہنا چاہیے مگر (۲) ماڈرنزم کو آنکھیں بند کر کے قبول نہ کرنا چاہیے (۳) مغربی تہذیب کی جدید ترین تحریکات آزادانہ روی اور تہذیب کی روایات سے احتراز و انحراف سے خاص طور پر محتاط رہنا چاہیے (۴) خود سپردگی، تسلیم و رضا اور غیر ذمہ دارانہ بے راہ روی کے رجحانات سے دامن بچا کر چلنا چاہیے (۵) مادہ پرستی اور طاقت پرستی کو بے لگام نہ رہنے دینا چاہیے۔ (۶) تحقیق کے اہداف تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ہمارے جدید سکالرز کو جنرل سائنس، معاشرتیات، نفسیات، علم الانسان، اقتصادیات اور قانون کے علوم میں مہارت تامہ حاصل کرنی چاہیے تاکہ وہ حقائق کو ٹھیک طور سے سمجھ سکیں اور اسلام کی روشنی کی مدد سے مغربی تہذیب کے کمزور پہلوؤں کی نشاندہی کر سکیں۔

اسلام کو زمانے کے جدید ترین تہذیبی و ثقافتی رجحانات سے ہم آہنگ بنانے کا نعرہ اپنے اندر بہت مشکلات رکھتا ہے اور جب تک ان مشکلات کو حل نہ کر لیا جائے ہم نہ تو یہ نعرہ بلند کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔

